روزے کے

سّتر مسائل

تالیف الشیخ / محمد بن صالح المنجد

مترجم

شمس الحق اشفاق اللہ

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِيْنُهُ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ أَمَّابَعْدُ:

اللہ نے اپنے بندوں پر احسان کیا کہ ان کے لئے نیکیوں کے موسم بنائے، جس میں نیکیاں دوبالا ہوتی ہیں، گناہ مٹا دیئے جاتے، درجات بلند ہوتے اور مومنوں کے دل اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، جو اپنے نفس کو پاک کرتا ہے وہ کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے، اور جو اسے خاک میں ملاتا ہے وہ نامراد ہوتا ہے، اللہ نے مخلوق کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ الذاريات: ٥٦۔

(میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں)۔

روزہ عظیم عبادتوں میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ البقرة:١٨٣

(تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقوی اختیار کرو)۔

اس کی ترغیب دلاتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ البقرة:١٨٤

(تمہارے حق میں روزے رکھنا بہتر ہی ہے اگر تم سمجھو)۔

اللہ نے اس کی فرضیت پر شکر کی تعلیم دی ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَلِتُكَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ البقرة:١٨٥۔

(اور تاکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو)۔

اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں کے نزدیک محبوب اور ان پر آسان کردیا تاکہ عادتوں کا ترک کرنا اور مانوس چیزوں سے کنارہ کش ہونا نفس پر گراں نہ گزرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَيَّاماً مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ البقرة: ١٨٤۔

(گنتی کے چند دن ہی ہیں)۔

ان پر رحم فرمایا اور انہیں مشقت ومضرت سے دور رکھا، چنانچہ فرمایا:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ البقرة: البقرة : ١٨٤۔

(لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی کو پورا کر لے)۔

کچھ عجب نہیں کہ مومنوں کے دل اس کے خوف سے اور ثواب وفلاح کی امید کرتے ہوئے اس مبارک مہینے میں اپنے رب رحیم کی طرف لپکیں۔

چونکہ اس عبادت کی شان بڑی عظیم ہے، اس لئے اس کے احکام کا سیکھنا بھی ضروری ہے، تاکہ مسلمان کو واجب چیزوں کا علم ہو اور وہ اسے بجالا سکے، حرام کا پتہ ہو جس کی بناء پر اس سے بچ سکے اور مباحات کی خبر ہو تا کہ خود ان سے محروم کر کے مشقت میں مبتلا نہ کر لے۔

یہ رسالہ روزہ کے مختصر احکام پر مشتمل ہے جس میں اسکے آداب وسنن کا مختصراً ذکر ہے، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے اور میرے مسلمان بھائیوں کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

روزہ کی تعریف:

۱- الصوم (روزہ) کے لغوی معنی رکنے کے ہیں، شریعت میں اس سے مراد: طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے نیت وارادے کے ساتھ بچے رہنا۔

روزہ کا حکم:

۲- اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں، قرآن کریم میں اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ البقرة: ۱۸۳۔

(اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم تقوی اختیار کرو)۔

اور سنت سے اس کی دلیل آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

((بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ...... صَوْمُ رَمْضَانَ)) [۱]

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس میں سے رمضان کے روزے بھی ہیں۔

جس نے بغیر عذر رمضان کے کچھ روزے چھوڑ دیئے اس نے بڑے جرم کا ارتکاب کیا۔ نبی ﷺ نے ایک خواب کے متعلق بیان فرماتے ہوئے کہا: ''میں پہاڑوں کے درمیان

....

[۱] بخاری - الفتح ۱/ ۴۹۔

تھا کہ اچانک بڑی زور کی آوازیں آنے لگیں، میں نے پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ تو بتایا گیا کہ یہ جہنمیوں کی چیخیں ہیں، پھر مجھے لے چلے تو میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو الٹے لٹکائے گئے تھے، ان کے جبڑے پھٹے ہوئے تھے اور ان سے خون رس رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتلایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے افطار کرلیا کرتے تھے'' [۱]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ بات مسلمانوں کے نزدیک معروف ہے کہ جو بغیر عذر رمضان کا روزہ چھوڑتا ہے وہ زانی اور مسلسل شراب پینے والے سے زیادہ برا ہے، بلکہ اسکا اسلام بھی مشکوک ہے، اوراس کا یہ فعل اس کے زندیق ہونے اور دین سے خارج ہونے پرمحمول کیا جائے گا۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر کوئی شخص روزہ چھوڑنے کی حرمت کا علم رکھتے ہوئے چھوڑے اور اسے جائز سمجھے تو وہ واجب القتل ہے، اور اگر وہ فاسق ہو تو بھی اسے روزہ چھوڑنے کی سزا دی جائے گی [۲]

روزہ کی فضیلت:

۳- روزہ کی بڑی فضیلت ہے، اس سلسلے میں چند صحیح احادیث درج ذیل ہیں:

اللہ تعالی نے روزہ کو اپنے لئے خاص کرلیا ہے، اور روزہ دار کو روزہ کا ثواب

---

[۱] صحیح الترغیب ۱/۴۲۰۔

[۲] مجموع الفتاوی ۲۵/۲۶۵۔

بغیر حساب کے عطا فرمائے گا، چنانچہ حدیث قدسی میں فرمایا:

"اِلَّا الصِّیَامُ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ"[1]

(سوائے روزہ کے جو میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا)۔

☆:" الصَّوْمُ لَا عِدَلَ لَهٗ"۔[2]

(روزہ کے برابر کوئی چیز نہیں)۔

☆:" دَعْوَةُ الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ"۔[3]

(روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی)۔

☆:"لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ، اِذَا اَفْطَرَ بِفِطْرِهٖ وَاِذا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرَحَ بِصَوْمِهٖ"۔[4]

(روزہ دار کے لئے دو خوشی کے مواقع ہوتے ہیں: جب روزہ کھولتا ہے تو افطار سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ سے خوش ہوگا)۔

☆:"اَلصِّیَامُ یَشْفَعُ لِلْعَبْدِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ : اَیْ رَبِّ مَنَعْتُهٗ

....

[1] بخاری-الفتح-۱۹۰۴۔

[2] نسائی ۴/ ۱۶۵، صحیح الترغیب ۱/ ۴۱۳۔

[3] بیہقی ۳/ ۳۴۵، سلسلہ احادیث صحیحہ (۱۷۹۷)

[4] مسلم ۲/ ۸۰۷۔

الطَّعَامَ وَالشَّهْوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ''۔[1]

(روزہ قیامت کے دن بندہ کے لئے سفارش کرے گا اور کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے کھانے اور نفسانی خواہشات سے روک رکھا تھا، اس لئے اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما)۔

☆: ''خُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ''۔[2]

(روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے)۔

☆: ''الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَّحِصْنٌ حَصِيْنٌ مِّنَ النَّارِ''۔[3]

(روزہ ڈھال ہے اور جہنم کی آگ سے بچانے کا محفوظ قلعہ ہے)۔

☆: ''مَنْ صَامَ يَوْماً فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ – بِذٰلِكَ الْيَوْمِ – وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفاً''۔[4]

(جو ایک دن اللہ کے راستے میں روزہ رکھے، اس ایک دن کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال مسافت کی دوری پر کر دے گا)۔

---

[1] احمد ۲/۱۷۴، صحیح الترغیب ۱/۴۱۱۔

[2] صحیح مسلم ۲/ ۸۰۷۔

[3] احمد ۲/۴۰۲، صحیح الترغیب ۴۱۱۔

[4] صحیح مسلم ۲/ ۸۰۸۔

☆:''مَنْ صَامَ يَوْماً ابْتَغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ''۔[1]

(جو اللہ کی رضا کے خاطر ایک دن روزہ رکھے اور اس پر اس کا خاتمہ ہوتو اس کے بدلے وہ جنت میں جائے گا)۔

☆:''فِیْ الْجَنَّةِ بَابٌ يُقَالُ لَهُ الرَّيَانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ''۔[2]

(جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ''ریان'' ہے روزے داروں کے علاوہ اس سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا، جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ بند کر دیا جائے گا)۔

ماہ رمضان کے روزے رکھنا اسلام کا ایک رکن ہے، اسی ماہ میں قرآن نازل ہو ا اور اسی میں شب قدر ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، حدیث صحیح میں ہے:

''اِذَا دَخَلَ رَمْضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ ''۔[3]

(جب رمضان شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں)۔

ایک صحیح حدیث میں ہے:

....

[1] احمد ۵/۳۹۱، صحیح الترغیب ۱/۴۱۲۔ [2] بخاری-الفتح ۱۹۷۔ [3] بخاری-الفتح ۳۲۷۷۔

''صِيَامُهُ يَعْدِلُ صِيَامُ عَشْرَةِ اَشْهُرٍ ''۔ [۱]

(اس ماہ کے روزے دس ماہ کے روزوں کے برابر ہیں)۔

''مَنْ صَامَ اِيْمَاناً وَّاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ''۔ [۲]

(جو ایمان کے ساتھ اور طلب ثواب کی خاطر رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں)۔

'' لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءُ ''۔ [۳]

(اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے)۔

روزے کے فائدے:

۴ - روزہ کی بہت سی حکمتیں اور فائدے ہیں، اس کا دارومدار تقوی پر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾

تاکہ تم اللہ سے ڈرنے والے بن جاؤ۔

یعنی نفس جب اللہ کی رضا طلبی کے لئے اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے حلال

....

۱ دیکھئے مسند احمد ۵/ ۲۸۰، صحیح الترغیب ۱/ ۴۲۱۔

۲ بخاری - الفتح ۳۷۔

۳ احمد ۵/ ۲۵۶، صحیح الترغیب ۱/ ۴۱۹۔

چیزوں سے بچنے پر آمادہ ہوجاتا ہے تو وہ بڑی آسانی سے حرام چیزوں سے بھی بچنے کا عادی ہوجائے گا۔

نیز انسان کا پیٹ جب بھوکا ہوتا ہے تو اس کے بہت سے حواس کی بھوک ختم ہوجاتی ہے، اور جب پیٹ بھر جاتا ہے تو اس کی زبان، اس کی آنکھ، اس کا ہاتھ اور اس کی شرمگاہ بھوک محسوس کرتے ہیں، اس طرح روزہ شیطان کو بھگانے، شہوت کو دبانے اور اعضاء کی حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے۔

روزہ دار جب بھوک کی تکلیف سہتا ہے تو فقیروں کی تکلیف کا احساس کرتا ہے، ان پر رحم کرتا ہے اور ان کی بھوک دور کرنے کی کوشش کرتا ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" کے مصداق سوار پیدل کی مشقت کا اندازہ اسی وقت کرسکتا ہے جب خود پیدل چلے۔

روزہ بے جا خواہشات سے بچنے کی تربیت دیتا ہے، برائیوں سے دور رہنے کی طاقت عطا کرتا ہے، چونکہ اس سے طبیعت قابو میں رہتی ہے اور نفس کو اس کی مانوس چیزوں سے لگام ملتی ہے، نیز اس سے تنظیم حیات اور اوقات کی پابندی کی عادت پڑتی ہے، اس سے اکثر لوگوں کی بے لگامی کا علاج ہوتا ہے، کاش لوگ اسے سمجھ پاتے۔

روزہ امت مسلمہ کی وحدت و یگانگت کا مظہر ہے، چنانچہ ساری امت ایک ہی ماہ میں روزہ رکھتی اور افطار کرتی ہے۔

دعاۃ کے لئے یہ ایک زریں موقع ہے، اس میں لوگوں کے دل مسجدوں کی طرف لگے رہتے ہیں، بعض پہلی مرتبہ اس کا رخ کرتے ہیں، بعض نے ایک عرصہ بعد اس میں داخل ہونے کی زحمت گوارا کی ہوتی ہے، مسلمان انتہائی رقت قلب

کے عالم میں ہوتے ہیں، اس موقع کو وعظ ونصیحت، مناسب دروس اور مفید کلمات کے ذریعہ خوب سود مند بنانا چاہئے، بھلائی وتقوی کے کاموں میں تعاون کرنا چاہئے، ساتھ ہی داعی کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ دوسروں کو دعوت دیتے ہوئے خود کو نظرانداز نہ کرے، اس چراغ کے مانند نہ ہو جائے جو خود کو جلاتا اور دوسروں کو روشنی فراہم کرتا ہے۔

۵- روزہ کے آداب اور سنتیں:

ان میں سے بعض واجب ہیں اور بعض مستحب، چند یہ ہیں:

☆ سحری کھانا اور حتی المقدور آخری وقت میں کھائے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"**تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةٌ**"۔[1]

(سحری کیا کرو، سحری میں برکت ہے)

یہ مبارک غذا ہے اس سے اہل کتاب کی مخالفت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"**نِعْمَ سُحُوْرِ الْمُؤْمِنِ التَّمَرُ**"۔[2]

(مومن کے لئے کھجور کیا ہی اچھی سحری ہے)۔

☆ اِفطار میں جلدی کرنا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

....

[1] بخاری-الفتح ۴/ ۱۳۹۔ [2] ابوداود (۲۳۵۴)، صحیح الترغیب ۱/ ۴۴۸۔

" لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ ". [1]

(لوگ جب تک افطار میں جلدی کریں گے اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے)۔

افطار ان چیزوں کے ذریعہ کرنا چاہئے جس کا تذکرہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے چند رطب (تازہ کھجور) کے ذریعہ افطار کرتے تھے، رطب نہ ہوتی تو کھجور ہی سے افطار کرتے، اگر وہ بھی نہ ہوتو پانی کے چند گھونٹ لے لیتے۔ [2]

افطار کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے اس کا ذکر ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ افطار کے بعد یوں کہتے:

" ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ". [3]

(پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں، اللہ نے چاہا تو اجر بھی ملے گا)۔

☆ فحاشی و بے حیائی سے دور رہنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِذَا كَانَ يَومَ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ ". [4]

(جب تم روزہ سے ہوتو بے حیائی سے بچے رہو)۔

---

[1] بخاری-الفتح ۴/ ۱۹۸۔ [2] ترمذی ۳/ ۷۹۔ [3] ابوداود ۲/ ۷۶۵، دارقطنی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے ۲/ ۱۸۵۔ [4] بخاری-الفتح (۱۹۰۴)۔

''رفث'' سے مراد گناہ کے کام ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

'' مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ ''۔ [1]

(جس نے جھوٹ بات اور غلط عمل نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا اور پینے کے چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں)۔

روزہ دار کو ساری حرام چیزوں سے دور رہنا چاہئے، غیبت، جھوٹ، فحش گوئی وغیرہ سے بالکل بچا رہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اس کے روزے کے سارے اجر کو ضائع کردے، نبی ﷺ نے فرمایا:

'' رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ ''۔ [2]

(بہت سے روزہ داروں کے حق میں روزے کا صلہ سوائے بھوکا رہنے کے کچھ اور نہیں)۔

☆ بعض مسلم ممالک میں نیکیوں کو ختم کر دینے اور برائیوں کو بڑھانے کا سبب لوگوں کا بے جا چیزوں میں مشغول ہو جانا بھی ہے، جیسے قصے کہانیاں، ڈرامے، پہیلیاں، فلم، کھیل کود کے مقابلے، برے لوگوں کے ساتھ بے کار بیٹھک، چھیڑ چھاڑ، راستوں میں بھیڑ بھاڑ اور گاڑیوں کے ذریعہ کھیل کود وغیرہ، بہت سے لوگوں کے نزدیک عبادت و ذکر اور تہجد کا یہ مہینہ دن میں سونے اور رات کو جاگنے

....

[1] بخاری-الفتح (۱۹۰۳)۔ [2] ابن ماجہ ۱/ ۵۳۹، صحیح الترغیب ۱/۴۵۳۔

کا ہو گیا ہے، سارا دن سوئے رہتے ہیں کہ بھوک کا احساس نہ ہو، چاہے جماعتیں چھوٹ جائیں اور نمازیں فوت ہو جائیں، اور رات کھیل کود اور شہوت پرستی میں گزر جاتی ہے، بعض تو رمضان کی آمد پر کوفت محسوس کرتے ہیں کہ اس سے ان کی لذتیں کم ہو جاتی ہیں، بعض کافر ملکوں کا سفر کر جاتے ہیں تاکہ رخصت سے فائدہ اٹھا سکیں، حتی کہ مسجدیں بھی بری چیزوں سے محفوظ نہ رہ سکیں، عورتیں خوشبو اور بے پردگی کے ساتھ مسجدوں کا رخ کرتی ہیں، حتی کہ بیت اللہ بھی ان آفتوں سے محفوظ نہ رہ سکا، بعض لوگ اس کو بھیک مانگنے کا موسم بنا لیتے ہیں حالانکہ وہ ضرورت مند نہیں ہوتے، بعض اس مہینے میں نقصان دہ چیزوں سے کھیلتے ہیں جیسے پٹاخہ بازی، کچھ لوگ یہ وقت بازاروں میں گھومنے میں ضائع کرتے ہیں، بہت سی عورتیں ٹیلروں کی دکانوں اور ماڈل کی تلاش میں مشغول ہو جاتی ہیں، نئے نئے ڈیزائن اور نت نئے فیشن عشرہ اخیر میں پیش کئے جاتے ہیں تاکہ لوگ اجر وثواب کے حصول کے بجائے اس میں مشغول ہو کر رہ جائیں۔

☆ شور شار نہ کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اِنْ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ اَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ صَائِمٌ ، اِنِّىْ صَائِمٌ "۔ [1]

(اگر کوئی آدمی روزہ دار سے جھگڑا یا گالی گلوچ کرے تو کہہ دے میں روزہ سے ہوں، میں روزہ سے ہوں)۔

پہلی مرتبہ کہنے کا مقصد خود کو یاد دلانا اور دوسری مرتبہ فریق مخالف کو نصیحت کرنا ہے، اگر کوئی شخص روزہ داروں کی ان عادات پر بغور نظر ڈالے تو بہت سے لوگ

....

[1] بخاری - الفتح (۱۸۹۴)۔

ان خصائل حمیدہ کے خلاف نظر آئیں گے، اس لئے نفس کو قابو میں رکھنا اور وقار واطمینان کا التزام ضروری ہے، اس کے بالکل برخلاف آپ دیکھیں گے کہ لوگ اذان مغرب کے وقت بالکل جنونی رفتار سے گاڑی چلاتے ہیں۔

☆ بہت زیادہ کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرّاً مِنْ بَطْنٍ "۔[1]

(آدم کی اولاد نے اپنے پیٹ سے برا کوئی برتن نہیں بھرا)۔

عقلمند انسان جینے کے لئے کھاتا ہے، کھانے کے لئے نہیں جیتا، بہترین کھانے وہ ہیں جو ہماری خدمت کریں اور بدترین کھانے وہ ہیں جن کی ہم کو خدمت کرنا پڑے۔

لوگ قسم قسم کے کھانے بنانے کے دیوانے ہیں، نئی نئی ڈش کے دلدادہ ہیں، اسی میں گھر کی عورتوں اور نوکرانیوں کا وقت نکل جاتا ہے وہ عبادتوں سے غافل رہ جاتی ہیں، کھانے کے لئے جو پیسہ خرچ ہونے لگتا ہے وہ عام طور پر ضرورت سے کئی گنا زیادہ ہے، اس طرح یہ مبارک مہینہ بدہضمی، موٹاپے اور معدہ کی بیماریوں کا مہینہ بن چکا ہے، کئی وقت کے بھوکے کی طرح کھاتے ہیں اور زمانے کے پیاسے کی طرح پیتے ہیں، چنانچہ جب تراویح کا وقت ہوتا ہے تو بڑی سستی وکاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں، بعض تو ابتدائی دو رکعتوں کے بعد ہی نکل بھاگتے ہیں۔

☆ اپنے علم، مال، مرتبہ، جسم اور اخلاق کی سخاوت کرنی چاہئے:

....

[1] ترمذی (۲۳۸۰)۔

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ (بِالْخَيْرِ)، وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِىْ رَمْضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِىْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمْضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ"۔[1]

(رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے، اور سب سے زیادہ آپ رمضان میں سخاوت فرماتے، جب آپ کی ملاقات جبریل علیہ السلام سے ہوتی، آپ رمضان میں ہر رات جبریل علیہ السلام سے ملاقات فرماتے اور قرآن کا مذاکرہ کرتے، نبی ﷺ بادِ صرصر سے بھی زیادہ سخی تھے)۔

خود روزہ رکھنا اور دوسروں کو کھانا کھلانا جنت میں دخول کا ذریعہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّ فِى الْجَنَّةِ غُرَفاً يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا، اَعَدَّهَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَاَلَانَ الْكَلَامَ، وَتَابَعَ الصِّيَامَ، وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ"۔[1]

---

[1] بخاری - الفتح (۶)۔

[2] احمد ۳۴۳، ابن خزیمہ (۲۱۳۷)۔

(جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا باہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ان لوگوں کے لئے مخصوص کر رکھا ہے، جو کھانا کھلاتے، نرم گفتگو کرتے، مسلسل روزے رکھتے، اور رات میں جب لوگ بستر راحت پر آرام فرما ہوتے ہیں تو وہ نمازیں ادا کرتے ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ فَطَّرَ صَائِماً كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ غَيْرَ اَنَّهُ لَايُنْقَصُ مِنْ اَجْرِالصَّائِمِ شَىْءٌ"۔ [1]

(جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی)۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ افطار سے مراد پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہے۔

بہت سے سلف صالحین اپنے اوپر غریبوں کو ترجیح دیتے ہوئے افطار کا کھانا غریبوں کو کھلا دیتے تھے، مثلاً: عبداللہ بن عمر، مالک بن دینار اور احمد بن حنبل وغیرہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ وہ ہمیشہ یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ ہی افطار فرماتے تھے۔

رمضان المبارک کے کام:

☆ اپنے آپ کو اور اپنے ماحول کو عبادت کے لئے تیار کرنا، توبہ واستغفار کی طرف جلدی کرنا، رمضان کے آنے پر خوشی منانا، اور پورے ادب کے ساتھ روزے

....

[1] ترمذی ۲/۱۷۱، صحیح الترغیب ۱/۴۵۱۔

رکھنا، تراویح میں دلجمعی اور خشوع کا خیال رکھنا، سستی سے باز رہنا خصوصاً آخری دس دن میں، شب قدر کی تلاش میں لگے رہنا، تدبر اور تاثر کے ساتھ مسلسل قرآن ختم کرتے رہنا، رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے اس ماہ صدقہ کا اجر دوبالا ہو جاتا ہے اور اعتکاف کرنا مؤکد ہے۔

☆ اس ماہ کی آمد پر مبارکباد دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے، نبی ﷺ صحابہ کو رمضان کی آمد کی بشارت دیتے تھے، اس کے اہتمام پر ابھارتے تھے، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" اَتَـاكُمْ رَمْضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ ، فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَـامَـهُ، تُـفْتَـحُ فِيْـهِ اَبْـوَابُ السَّـمَـاءِ ، وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْـجَـحِيْمِ، وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ، فِيْهِ لَيْلَةٌ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهَرٍ ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ "۔ [1]

(تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آیا ہے، اس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کئے ہیں، جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور بد معاش شیطانوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس کے خیر سے محروم رہا وہ حقیقت میں محروم ہے)۔

....

[1] نسائی ۴/ ۱۲۹، صحیح الترغیب ۱/ ۴۹۰۔

روزے کے احکام:

۶ -بعض روزوں میں تسلسل ضروری ہے، جیسے رمضان کے روزے، اور قتل خطا کے کفارہ کے روزے، کفارہ ظہار کے روزے، رمضان کے دن میں جماع کرنے کے کفارہ کے روزے، اسی طرح جس نے مسلسل روزے رکھنے کی نذر مانی ہو اس پر بھی تسلسل سے روزہ رکھنا ضروری ہے۔

بعض روزوں میں تسلسل کی شرط نہیں ہے، جیسے رمضان کے روزوں کی قضا، حج میں قربانی نہ کرنے کے دس روزے، قسم توڑنے والے پر کفارہ کے روزے (جمہور علماء کے نزدیک)، اور (صحیح قول کے مطابق) احرام کی حالت میں کسی ممنوع چیز کے ارتکاب پر فدیہ کے روزے، اس میں بھی تسلسل ضروری نہیں، اور مطلقاً نذر کے روزے جس نے تسلسل کی شرط نہ رکھی ہو۔

۷-نفل روزے فرض روزوں کی کمی کی تلافی کرتے ہیں، جیسے عاشوراء، عرفہ، ایام بیض (یعنی ہر ماہ کی تیرہ چودہ پندرہ) کے روزے، دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ اور شوال کے چھ روزے، محرم اور شعبان میں کثرت سے روزے رکھنا وغیرہ۔

۸ - فرض کے علاوہ صرف جمعہ کو یا صرف ہفتہ کو خصوصاً روزہ رکھنے کی ممانعت آئی ہے، سارا زمانہ روزہ رکھنا، اور صوم وصال یعنی بغیر افطار کے دو یا اس سے زیادہ دنوں تک روزہ رکھنا بھی ممنوع ہے۔

عیدین اور ایام تشریق (یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کے دن) روزہ رکھنا

حرام ہے، یہ دن کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں، جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہ ہوتو وہ منی میں ان دنوں میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔

مہینہ کے شروع ہونے کا ثبوت:

۹- ماہ رمضان کا چاند دیکھنے سے رمضان شروع ہو جاتا ہے، یا پھر شعبان کے تیس دن مکمل ہو جانے کے بعد رمضان داخل ہو جاتا ہے، جس کسی نے چاند دیکھا ہو یا کسی قابل اعتماد سے اس کی خبر ملی ہوتو پھر اس پر روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔

حساب کے ذریعہ مہینہ کی شروعات ثابت کرنا بدعت ہے، کیونکہ حدیث میں صاف وضاحت ہے:

"صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ".

چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو۔

لہٰذا اگر بالغ، عاقل، امانت دار مسلمان جس کی سچائی اور نگاہ پر بھروسہ ہو اور اس نے دیکھنے کا دعوی کیا ہوتو اس کی بات پر عمل کیا جائے گا۔

روزہ کس پر واجب ہے:

۱۰- ہر بالغ، عاقل، مقیم اور روزہ کی طاقت رکھنے والے مسلمان پر روزہ واجب ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو جیسے حیض، نفاس وغیرہ۔

تین علامتوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ بلوغت ثابت ہوتی ہے: خروج منی، احتلام کے ذریعہ یا کسی اور طریقے سے، شرمگاہ کے قریب سخت بالوں کا اگنا، پندرہ سال مکمل ہونا، عورت ہوتو مزید ایک اور علامت کا اعتبار ہوگا، یعنی

حیض کا آنا، جب بھی حیض شروع ہو جائے وہ بالغ شمار ہوگی اور اس پر روزہ واجب ہوگا خواہ وہ دس سال سے قبل ہی کیوں نہ ہو۔

۱۱- بچہ سات سال کی عمر میں روزہ کی طاقت رکھتا ہوتو روزہ کا حکم دیا جائے گا،بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اگر دس سال کی عمر میں روزہ نہ رکھے تو اسے مارا جائے جس طرح نماز ترک کرنے پر مارا جاتا ہے۔

روزہ کا اجر بچے کواور والدین کوتربیت وتعلیم کا اجر ملے گا، ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''جب عاشوراء کے روزے فرض ہوئےتو ہم اپنے بچوں کوروزہ رکھواتے تھے اور روئی کے کھلونے بناتے جب وہ کھانے کے لئے روتے تو ان کھلونوں سے بہلاتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔[۱]

بعض لوگ اپنے بچوں کے روزہ کے سلسلے میں غفلت برتتے ہیں، بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کبھی بچہ جوش وجذبہ کے تحت روزہ رکھتا ہے تو اس کے باپ یا ماں روزہ توڑنے کا حکم دے دیتے ہیں اوراسے وہ اپنے گمان کے مطابق بچے پر شفقت سمجھتے ہیں، یہ نہیں سمجھتے کہ حقیقی شفقت روزہ رکھوانے میں ہے،اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلاَئِكَةٌ غِلاَظٌ شِدَادٌ لاَيَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ التحريم:٦۔

---

[۱] بخاری-الفتح (۱۹۸۵)۔

(اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، انہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو کچھ حکم دیا جائے بجالاتے ہیں)۔

بچی کے روزے کے بارے میں اس کی بلوغت کے اول مرحلے میں اہتمام ضروری ہے، ممکن ہے کہ ایام حیض میں بھی وہ شرم کی وجہ سے روزہ رکھے اور پھر اس کی قضاء نہ کرے۔

۱۲- کافر اگر مسلمان ہو جائے یا بچہ بالغ ہو جائے یا مجنون کو افاقہ ہو جائے تو بقیہ دن کھانے پینے سے بچے رہنا ان پر ضروری ہے، اس لئے کہ اب ان پر روزہ واجب ہو گیا، رمضان کے جو روزے پہلے گذر چکے ہیں اس کی قضا ضروری نہیں کیونکہ اس وقت ان پر روزے واجب نہیں تھے۔

۱۳- پاگل پر کوئی مؤاخذہ نہیں، اگر کبھی پاگل ہو جاتا ہو اور کبھی ہوش میں آجائے تو صرف ہوش وحواس کی حالت میں اس پر روزہ واجب ہوگا، روزہ کی حالت میں دن کے کسی وقت اگر اس پر جنون طاری ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، جس طرح کسی بیماری کی وجہ سے اس پر بیہوشی چھا جائے تو روزہ باطل نہیں ہوتا کیونکہ نیت کرتے وقت وہ صاحب عقل تھا، لہٰذا اس قسم کے لوگ غشی طاری ہونے والے کے حکم میں ہوں گے۔

۱۴- رمضان کے دوران جس کا انتقال ہو جائے تو اس پر یا اس کے وارثین پر بقیہ

ماہ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

۱۵- جسے رمضان کے روزے فرض ہونے کا علم نہ ہو، یا روزے میں کھانے اور جماع کرنے کی حرمت کا علم نہ ہو تو اکثر علماء اسے معذور سمجھتے ہیں، اگر اس طرح کے لوگ قابل عذر ہوں، یعنی نومسلم ہو، یا وہ مسلمان جو دارالحرب میں رہتا ہو، یا کافروں کے درمیان پروان چڑھا ہو۔ لیکن جو مسلمانوں کے درمیان پروان چڑھا ہو، مسئلہ معلوم کرنا اس کے لئے ممکن ہو، تو پھر وہ معذور نہیں ہے۔

مسافر:

۱۶-سفر میں روزہ چھوڑنے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس پر مسافت کے اعتبار سے سفر کا اطلاق ہو یا عرف عام میں سفر کہلائے، شہر اور اس کے حدود سے باہر چلا جائے، سفر کسی معصیت کے لئے نہ ہو (جمہور علماء کے نزدیک)، اور سفر روزہ چھوڑنے کے لئے حیلہ نہ ہو۔

۱۷- ساری امت کا اتفاق ہے کہ مسافر کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے خواہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو یا نہیں، روزہ رکھنا اس کے لئے آسان ہو یا مشکل، (یعنی اگر سفر آسان ہو ساری سہولتیں میسر ہوں) سائے اور پانی میں سفر کر رہا ہو، اس کے ساتھ خادم بھی ہو، پھر بھی اس کے لئے روزہ چھوڑنا اور قصر کرنا جائز ہے۔

۱۸- رمضان میں اگر کوئی شخص سفر کا عزم رکھتا ہو تو سفر شروع کرنے سے پہلے اس

کے لئے افطار کرنا جائز نہیں، کیونکہ ممکن ہے اس کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کی وجہ سے وہ سفر نہ کر سکے۔[1]

مسافر اپنی بستی کی عمارتوں سے باہر نکلنے کے بعد ہی روزہ چھوڑ سکتا ہے، اسی طرح جہاز اڑ جائے اور شہر سے باہر چلا جائے تو افطار کرسکتا ہے، اگر ہوائی اڈہ شہر سے باہر ہو تو وہاں سے روزہ چھوڑ سکتا ہے، اگر ہوائی اڈہ شہر میں یا شہر سے لگا ہوا ہو تو افطار نہ کرے کیونکہ وہ ابھی شہر ہی میں ہے۔

۱۹- زمین پر سورج غروب ہونے کے بعد اگر افطار کرلیا پھر جہاز پرواز کرنے کے بعد سورج نظر آئے تو اس پر کسی چیز سے اجتناب کرنا ضروری نہیں، کیونکہ اس نے پورے دن کا روزہ مکمل کرلیا، اس لئے کہ کوئی عبادت مکمل کر لینے کے بعد اس کا اعادہ نہیں ہے، اور اگر غروب آفتاب سے پہلے جہاز اڑا اور سفر میں اپنے اس روزے کے مکمل کرنے کی نیت رکھتا ہو تو فضاء میں جس جگہ وہ ہے جب تک سورج غروب نہ ہو جائے افطار نہ کرے۔ اور پائلٹ کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ افطار کی غرض سے جہاز اتنا نیچا کر کے لے جائے جہاں سورج نظر نہ آئے، کیونکہ یہ حیلہ ہے، ہاں اگر اڑان کی مصلحت کے پیش نظر ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں سورج چھپ جائے تو افطار کرسکتا ہے۔

۲۰- جو شخص کسی شہر میں پہنچ جائے اور چار دن سے زیادہ وہاں رکنے کی نیت رکھے تو

---

[1] تفسیر قرطبی ۲/ ۲۷۸۔

جمہور علماء کے نزدیک روزہ رکھنا ضروری ہے، اس لئے جو شخص تعلیم وغیرہ کے لئے سفر کرتا ہے جہاں پہنچ کر وہ کئی ماہ یا کئی سال قیام کرے گا تو جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک وہ مقیم کے حکم میں ہے، وہ مکمل نماز پڑھے گا اور روزہ بھی رکھے گا۔

اگر مسافر اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر سے گذرے تو اس پر روزہ رکھنا ضروری نہیں مگر یہ کہ وہ وہاں چار دن سے زیادہ رکنے کی نیت رکھتا ہو تو ایسی صورت میں وہ مقیم کے حکم میں ہوگا۔[1]

۲۱-اگر کسی نے حالت اقامت میں روزہ شروع کیا پھر دن کے کسی وقت سفر پر نکل گیا تو وہ روزہ توڑ سکتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلق سفر کو روزہ چھوڑنے کی رخصت کا سبب قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾
البقرة: ١٨٥

(اور جو بیمار یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے)۔

۲۲-جس شخص کی عادت ہی سفر ہو (یعنی مسلسل سفر میں رہتا ہو) جیسے ڈاک منشی جو

....

[1] دیکھئے: فتاوی الدعوۃ، شیخ ابن باز رحمہ اللہ (۹۷۷)۔

☆ صحیح ترین بات یہ ہے کہ مدت سفر جس میں قصر وافطار جائز ہے سترہ یا اٹھارہ دن ہے، اس پر صریح حدیث دلالت کرتی ہے۔

مسلمانوں کی خدمت میں لگا رہتا ہے، یا ٹیکسی ڈرائیور، جہاز پائلٹ ،نوکری کرنے والا۔انہیں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، خواہ ان کا سفر دن بھر رہتا ہو، ہاں ان پر قضا ضروری ہے، اور یہی حکم ملاح کا بھی ہے جس کی خشکی پر کوئی قیام گاہ ہو۔

۲۳- دن میں مسافر اگر اپنے گھر پہنچ جائے تو کیا وہ بقیہ دن روزہ کی طرح گزارے گا یا نہیں، اس میں علماء کا اختلاف ہے مگر بہتر ہے کہ وہ اس مبارک مہینے کی حرمت کا خیال رکھتے ہوئے کھانے پینے سے رکا رہے، مگر اس پر قضا ضروری ہے، خواہ وہ کھانے پینے سے رکے یا نہ رُکے۔

۲۴-کسی ملک میں روزہ شروع کرے پھر دوسرے ملک سفر کر جائے جہاں لوگوں نے اس سے پہلے یا بعد میں روزہ شروع کیا ہو تو اس پر انہیں لوگوں کا حکم منطبق ہوگا جن کے پاس اس نے سفر کیا ہے، انہیں لوگوں کے ساتھ روزہ چھوڑے اگر چہ تیس سے زائد نہ کیوں نہ ہو جائے، اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:'' جس دن تم سب لوگ روزہ رکھو وہ روزہ کا دن ہے اور جس دن تم روزہ چھوڑ دو وہی افطار کا دن ہوگا'' اور اگر اس کے روزے انتیس سے کم ہوں تو اسے عید کے بعد انتیس روزے مکمل کرنا چاہئے کیونکہ ہجری ماہ انتیس دن سے کم نہیں ہوتا۔ [1]

....

[1] فتاوی ابن باز، فتاوی الصیام ص ۱۵، ۱۶۔ ط دار الوطن۔

مریض:

۲۵- ہر مرض جس کی وجہ سے انسان مریض سمجھا جائے اس کی وجہ سے وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے، دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ البقرة: ۱۸۵

(اور جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنی چاہئے)۔

معمولی عوارض جیسے کھانسی سر درد کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

اگر طبی طور سے ثابت ہو یا عادت اور تجربہ سے آدمی کو معلوم ہو یا گمان غالب ہو کہ روزہ سے نقصان ہوگا یا مرض میں زیادتی ہوگی یا شفاء میں تاخیر ہوگی تو ایسے شخص کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے بلکہ اس کے لئے روزہ رکھنا مکروہ ہے، مریض کے لئے روزہ کی نیت کرنا جائز نہیں اگر چہ صبح میں صحت کا امکان ہو کیونکہ اعتبار موجودہ حالت کا ہوگا۔

۲٦- کسی شخص کے لئے اگر روزہ غشی کا سبب بنتا ہو تو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے مگر بعد میں اس پر قضا ضروری ہے، دن کے کسی حصہ میں اگر اس پر بیہوشی طاری ہوجائے، پھر غروب آفتاب سے پہلے یا اس کے بعد اسے افاقہ ہوجائے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا، کیونکہ اس نے روزہ کی حالت میں صبح کی تھی، لیکن اگر فجر سے لیکر مغرب تک بیہوشی چھائی رہے تو جمہور علماء کا خیال ہے کہ اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

جہاں تک ایسے شخص کے روزوں کی قضا کا معاملہ ہے تو اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے، خواہ بیہوشی کی مدت کتنی طویل ہی کیوں نہ ہو، اور بعض علماء کا فتوی ہے کہ جس پر بیہوشی طاری ہوجائے ، یا عقل کھو جائے، یا کسی مصلحت کے پیش نظر مسکنات یا خواب آور دوا دی گئی ہو جس سے ہوش وحواس ختم ہو گئے ہوں تو اگر یہ صورت حال تین دن یا اس سے کم رہے تو وہ سونے والے پر قیاس کرتے ہوئے روزے کی قضا کرے گا، اور اگر یہ مدت اس سے زیادہ ہو تو پاگل پر قیاس کرتے ہوئے روزوں کی قضا نہیں۔

۲۷- جس شخص کو شدید بھوک یا پیاس لاحق ہو جائے جس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو، یا غالب گمان کے مطابق بعض حواس کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو روزہ چھوڑ دے گا اور اس کی قضا کرے گا، کیونکہ جان کی حفاظت کرنا واجب ہے، قابل برداشت شدت یا تھکاوٹ یا مرض کے وہم کی بنیاد پر روزہ چھوڑنا جائز نہیں، اسی طرح مشقت کا کام کرنے والوں کے لئے بھی روزہ چھوڑنا جائز نہیں، بلکہ ان کے لئے رات ہی سے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے، روزہ کی حالت میں کام چھوڑنے سے نقصان ہو یا دن کے کسی وقت میں جسمانی نقصان کا ڈر ہو تو روزہ چھوڑ دیں اور بعد میں قضا کریں، طالب علم کے لئے امتحانات روزہ چھوڑنے کے لئے عذر نہیں ہیں۔

۲۸- جس مریض کو شفا کی امید ہو وہ روزہ چھوڑ دے، شفا کا انتظار کرے اور بعد میں قضا کرے، کھانا کھلانا کافی نہیں ہے، البتہ ایسا مریض جسے شفا کی امید نہ ہو،

اسی طرح عمر رسیدہ شخص جو روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، یا آدھا صاع اناج دے جو عام طور پر اس شہر کی خوراک ہو (یعنی تقریباً ڈیڑھ کلو چاول) اس فدیہ کو آخر ماہ میں جمع بھی کر سکتا ہے، ایک ساتھ تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دے، اسی طرح روزانہ ایک مسکین کو بھی کھلا سکتا ہے۔

وہ مریض جس نے روزہ چھوڑا اور اس کی قضا کے لئے شفاء کی امید لگائے ہوئے ہے، پھر پتہ چلا کہ یہ مرض دائمی ہے تو اس پر واجب ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، اور جو مریض شفاء کے انتظار میں ہو، پھر انتقال ہو جائے تو اس پر یا اس کے اولیاء پر کوئی چیز نہیں۔

۲۹ - اگر کوئی ایسا شخص ہو جو مریض تھا پھر شفایاب ہو گیا اور قضا کی طاقت رکھتے ہوئے بھی قضا نہیں کیا اور اسی حالت میں اس کی موت آ گئی تو اس کے مال سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا، اور اگر کوئی رشتہ دار اس کی طرف سے روزہ رکھنا چاہے تو جائز ہے، کیونکہ صحیحین کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ"۔ [1]

(جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر فرض روزے باقی رہ گئے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا)۔

....

[1] فتاوی لجنہ دائمہ، مجلۃ الدعوۃ ۸۰۶۔

عمر رسیدہ، عاجز اور بہت زیادہ بوڑھا:

۳۰-عمر رسیدہ بڑھیا اور بہت زیادہ بوڑھا مرد جس کی قوت ختم ہوچکی ہو اور روز بہ روز گھٹتی ہی جارہی ہو ان پر روزہ رکھنا ضروری نہیں، اگر روزہ ان کے لئے مشکل ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں کہتے تھے:

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ البقرة: ۱۸٤۔

(اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ کے طور پر ایک مسکین کو کھانا دیں)۔

کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ بوڑھے مرد اور عورتیں ہیں جو روزہ نہیں رکھ سکتے تو وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

اور جو شخص اتنا بوڑھا ہو چکا ہو کہ اس کے حواس بجے نہ ہوں تو اس پر یا اس کے اہل خاندان پر کوئی چیز بھی واجب نہیں کیونکہ وہ اب مکلّف نہیں، اور اگر کبھی اچھے برے کی تمیز ہو اور کبھی ہذیان بکنے لگے تو حالت تمیز میں اس پر روزہ رکھنا واجب ہے اور حالت ہذیان میں نہیں۔[1]

۳۱- دشمن سے لڑائی ہو، یا دشمن کے شہر کا محاصرہ ہو اور روزہ قتال میں کمزوری کا سبب بن رہا ہو تو ایسی صورت میں بغیر سفر کے بھی افطار جائز ہے، اسی طرح

---

[1] مجالس شہر رمضان/ ابن عثیمین ص ۲۸۔

اگر قتال سے پہلے افطار کی ضرورت محسوس ہوتو روزہ توڑ سکتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے لڑائی شروع ہونے سے پہلے فرمایا:

" اِنَّكُمْ مُصْبِحُوْا عَدُوَّكُمْ وَالْفِطْرُ اَقْوَى لَكُمْ فَاَفْطِرُوْا "۔ [1]

(تم لوگ صبح کو دشمن سے ملاقات کرنے والے ہو، اورافطار تمہارے لئے باعث تقویت ہے لہٰذا روزہ توڑ دو)۔

۳۲-جس شخص کے روزہ توڑنے کا سبب ظاہر ہو جیسے مریض تو وہ کھلے طور پر افطار کرسکتا ہے، اور جس کے روزہ چھوڑنے کا سبب پوشیدہ ہو جیسے حیض تو بہتر ہے کہ وہ پوشیدہ طور پر ہی روزہ چھوڑے، کھلے طور نہ کھائے پیئے، تاکہ اس پر کسی قسم کی تہمت نہ آسکے۔

روزہ کی نیت:

۳۳- ہر فرض وواجب روزہ میں نیت ضروری ہے، جیسے قضا یا کفارہ کے روزے، حدیث میں ہے:

" لَاصِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ "۔ [2]

(اس شخص کا روزہ نہیں جس نے رات ہی سے روزہ کی نیت نہ کی ہو)۔

رات میں کسی بھی وقت نیت کی جاسکتی ہے خواہ فجر سے ایک منٹ پہلے ہی کیوں نہ ہو، نیت کسی کام کے کرنے کے لئے دل کے عزم کا نام ہے، نیت کا زبان سے کہنا

....

[1] مسلم (۱۱۲۰)، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے۔ [2] ابوداود (۲۴۵۴) امام بخاری، ترمذی، نسائی وغیرہ نے اس حدیث کے موقوف ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔

بدعت ہے۔ جسے علم ہو کہ کل رمضان ہے اور اس نے روزہ کا ارادہ کرلیا تو یہ اس کی نیت ہوگئی، اور جس نے دن میں روزہ چھوڑنے کی نیت کی اور روزہ نہ چھوڑا، تو راجح قول کے مطابق اس کا روزہ صحیح ہے، جیسے کسی نے نماز میں بات کرنے کا ارادہ کیا اور بات نہیں کی، بعض اہل علم کا خیال ہے کہ صرف روزہ توڑنے کی نیت کی بنیاد پر وہ مفطر مانا جائے گا لہٰذا اس روزہ کی قضا کرلے تو بہتر ہے، مرتد ہو جانے سے نیت باطل ہو جاتی ہے اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں۔

رمضان میں روزے رکھنے والا روزانہ تجدید نیت کا پابند نہیں، بلکہ مہینہ کے شروع میں نیت کرلے تو کافی ہے، سفر یا مرض کی وجہ سے روزہ کی نیت چھوڑ کر افطار کرلے، تو پھر عذر ختم ہو جانے کے بعد تجدید نیت ضروری ہے۔

۳۴-مطلق نفلی روزہ کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے وہ کہتی ہیں:

"دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ، فَقُلْنَا: لَا قَالَ فَإِنِّيْ إِذاً صَائِمٌ" [1]

(ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور فرمایا: کیا کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں)۔

---

[1] مسلم ۲/ ۸۰۹۔

اگر کوئی خاص نفلی روزہ ہو جیسے عرفہ یا عاشوراء کا روزہ تو رات ہی سے نیت کر لینا بہتر ہے۔

۳۵- جس شخص نے واجب روزہ رکھا، جیسے قضاء، نذر یا کفارہ کا روزہ تو اس پر ضروری ہے کہ پورا کرے، بغیر عذر کے توڑنا جائز نہیں، لیکن نفلی روزے کے بارے میں حکم رسول ﷺ ہے:

" الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ اَمِيْرُ نَفْسِهِ اِنْ شَاءَ صَامَ وَاِنْ شَاءَ اَفْطَرَ " [1]

(نفلی روزہ رکھنے والا خود مختار ہے، چاہے تو پورا کرے، یا روزہ توڑ دے)۔

خواہ یہ عمل بلا عذر ہی ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ایک دفعہ نبی ﷺ نے روزہ رکھا، پھر کھانا کھا لیا، لیکن بغیر عذر روزہ توڑنے والے کو کیا اس کے روزہ کی حالت میں گزرے ہوئے اوقات کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ اس سلسلے میں بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اسے ثواب نہیں ملے گا، البتہ نفلی روزہ رکھنے والے کے لئے جب تک روزہ چھوڑنے کی کوئی شرعی مصلحت نہ ہو روزہ مکمل کر لینا افضل ہے۔

۳۶- اگر کسی شخص کو طلوع فجر کے بعد رمضان داخل ہونے کا علم ہوا ہو تو ایسے شخص کو چاہئے کہ بقیہ دن کھانے پینے سے رکا رہے، اور جمہور علماء کے نزدیک اس کے بدلے ایک دن کی قضا کرے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

" لَاصِيَامَ لِمَنْ لَّمْ يُبَيِّتِ الصَّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ ". [2]

---

[1] احمد ۳۴۲/۶۔ [2] ابوداود (۲۴۵۴)۔

(اس شخص کا روزہ نہیں جس نے رات ہی سے نیت نہ کی ہو)۔

۳۷- قیدی شخص نے اگر خود رمضان کا چاند دیکھا ہو یا کسی قابل اعتماد شخص کی خبر سے رمضان کے داخل ہونے کا علم ہوا ہوتو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے، ورنہ وہ بذات خود اجتہاد کرے گا اور اپنے غالب گمان کے مطابق عمل کرے گا، بعد میں اگر اسے معلوم ہوا کہ اس کا روزہ رمضان کے موافق ہے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کے لئے یہ کافی ہوگا، اور اگر اس کا روزہ رمضان کی ابتدا کے بعد پڑ گیا تب بھی جمہور فقہاء کے نزدیک کافی ہوگا، اور اگر رمضان کی شروعات سے پہلے اس کا روزہ پڑ گیا تو کافی نہیں ہوگا بلکہ اس پر (اتنے دنوں کی) قضا واجب ہوگی، اگر قیدی شخص کے بعض روزے رمضان کے موافق ہوئے اور بعض نہیں، تو جو رمضان یا اس کے بعد شوال کے موافق ہوں گے وہ کافی ہوں گے لیکن جو رمضان سے پہلے ہوں گے وہ کافی نہ ہوں گے، لیکن اگر یہ اشکال مسلسل باقی رہے اور معاملہ کی وضاحت نہ ہو سکے تو اس کے روزے کفایت کر جائیں گے، کیونکہ اس نے معلومات کے لئے بھر پور کوشش کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی طاقت کے مطابق ہی پابند کرتا ہے۔

افطار اور امساک:

۳۸- جب سورج پوری طرح غیب ہو جائے تو افطار کیا جائے، افق میں باقی سرخی کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا،فَقَدْ

اَفْطَرَ الصَّائِمُ" [1]

(جب رات مشرق سے نمودار ہونے لگے اور دن مغرب میں چھپ جائے
تو روزہ دار افطار کر لے گا)۔

افطار میں جلدی کرنا سنت ہے، نبی ﷺ افطار کے بعد ہی مغرب کی نماز پڑھتے تھے، خواہ پانی کے چند گھونٹ ہی افطار کے لئے ملیں، اگر روزہ دار افطار کے لئے کوئی چیز نہ پائے تو دل سے ہی افطار کی نیت کر لے، اور اپنی انگلی نہ چوسے جیسا کہ بعض عوام کرتے ہیں، وقت سے پہلے افطار سے بچنا چاہئے کیونکہ نبی ﷺ نے بعض لوگوں کو دیکھا جو الٹے لٹکے ہوئے تھے، ان کے جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا، آپ ﷺ نے ان کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے افطار کر لیا کرتے تھے۔

۳۹- جب فجر طلوع ہو جائے (فجر سے مراد مشرق کی طرف سے افق میں پھیلنے والی سفیدی ہے) تو روزہ دار کو فوراً کھانے پینے سے رک جانا ضروری ہے، اذان سنے یا نہ سنے، اور اگر یہ معلوم ہو کہ مؤذن طلوع فجر کے وقت ہی اذان دیتا ہے تو اذان کے ساتھ ہی کھانے پینے سے رک جانا ضروری ہے، لیکن اگر مؤذن فجر سے پہلے اذان دیتا ہو تو کھانے پینے سے رکنا ضروری نہیں، اور اگر مؤذن کی حالت کا علم نہ ہو، یا کئی مؤذنوں کے درمیان اختلاف ہو جائے اور

....

[1] بخاری- الفتح (۱۹۵۴)، مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۵/ ۲۱۶۔

خود طلوع فجر کا اندازہ نہ لگا سکے (جیسا کہ عام طور پر شہروں میں اونچی بلڈنگوں اور روشنی کے سبب ہوتا ہے) تو ایسی صورت میں احتیاطی طور پر کسی معتمد کلینڈر یا جنتری وغیرہ پر عمل کرے۔

طلوع فجر سے دس پندرہ منٹ پہلے بطور احتیاط کھانے پینے سے رک جانا بدعت ہے، بعض جنتریوں میں فجر اور ختم سحری کا الگ الگ وقت جو دیا جاتا ہے وہ شریعت کے منافی ہے۔

۴۰ - وہ ملک جہاں رات اور دن چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہوں اگر وہاں رات اور دن کا امتیاز ممکن ہو تو مسلمانوں پر روزہ رکھنا ضروری ہے، اور وہ مما لک جہاں رات دن کی تمیز ممکن نہ ہو تو وہ اپنے پڑوسی مما لک کے اعتبار سے روزہ رکھیں گے جہاں رات اور دن کی تمیز ہو سکتی ہے۔

روزہ توڑنے والی چیزیں:

۴۱ - حیض ونفاس کے علاوہ روزہ توڑنے والی چیزوں سے تین شرطوں کی بنا پر روزہ ٹوٹ جاتا ہے،

۱ - اسے اس کا علم ہو ۲ - اسے یاد ہو بھولا نہ ہو۔

۳ - اپنے اختیار سے کیا ہو اس پر مجبور نہ کیا گیا ہو۔

روزہ توڑنے والی بعض چیزیں آدمی کے جسم سے باہر آنے والی اور بعض باہر سے اندر جانے والی ہوتی ہیں وہ سب حسب ذیل ہیں:

جماع کرنا، عمداً قے کرنا، حیض، پچھنا لگوانا، کھانا اور پینا۔

۴۲- بعض روزہ توڑنے والی چیزیں کھانے پینے کے حکم میں ہیں، جیسے منہ کے ذریعہ دوائیں اور گولیاں وغیرہ کھانا، غذائی انجکشن لینا، اسی طرح خون چڑھانا یا منتقل کرنا۔

ایسے انجکشن جو کھانے پینے کا بدل نہ بن سکتی ہوں بلکہ علاج کے طور پر ہوں، جیسے پنسلین، انسولین یا نشاط آور دوائیں، یا کوئی ٹیکہ ہوتو اس کا روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا خواہ وہ پٹھے پر (انٹرامسکولر) لگائے جائیں یا رگوں میں (انٹراوینس)، مگر بہتر یہ ہے کہ ایسے انجکشن بھی رات ہی میں لئے جائیں۔

گردوں کی صفائی کے لئے خون نکال کر پھر دوبارہ اسے اپنی جگہ پر لوٹانے (ڈائی لیسس) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، حقنہ لگانا (اینما)، صحیح بات یہ ہے کہ آنکھ یا ناک میں دوا ڈالنے، دانت نکالنے، زخموں پر مرہم لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، تنفس کے لئے استعمال کئے جانے والے اسپرے سے بھی روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ وہ صرف گیس ہے جو پھیپھڑے تک جاتی ہے، کھانا نہیں ہے، اور وہ شخص رمضان ہو یا غیر رمضان ہمیشہ اس کا محتاج ہے، جانچ کے لئے خون نکالنے سے بھی روزہ پر اثر نہیں پڑتا، کیونکہ یہ ضرورت کی چیز ہے [۱]، غرغرہ کی دوا کے استعمال سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ پیٹ میں نہ جائے، اسی طرح دانت میں کوئی دوا بھرنے سے جس کا مزہ حلق میں محسوس ہو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

---

[۱] فتاوی الدعوۃ/ ابن باز رحمہ اللہ (۹۷۹)۔

۴۳-جس نے جان بوجھ کر روزہ میں بلا عذر کھا پی لیا اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا، اس پر توبہ اور اس روزے کی قضا واجب ہے، اور اگر اس نے کسی حرام چیز سے رزوہ توڑا ہو، جیسے کوئی نشہ آور چیز تو اس کا یہ عمل حد درجہ قبیح ترین ہے، ایسے شخص پر توبہ واجب ہے، اسے کثرت سے نفلی نماز اور روزے وغیرہ کی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ فریضہ کی کمی پوری ہو سکے اور ممکن ہے اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے۔

۴۴-''اگر بھول کر کھا پی لے تو اسے چاہئے کہ روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ نے اسے کھلایا پلایا ہے'' [۱] ایک روایت میں ہے: ''اس پر کوئی قضا ہے نہ کفارہ'' اگر کسی کو بھول کر کھاتے پیتے دیکھ لے تو اسے یاد دلائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عام ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾

(نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کا تعاون کرو)۔

اور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بھی عام ہے:

" فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِىْ "

(اگر میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلاؤ)

اور درحقیقت یہ ایک قسم کا منکر عمل ہے جس کا ازالہ ضروری ہے۔

۱۔ بخاری، الفتح (۱۹۳۳)۔

۴۵ - اگر کسی کی جان بچانے کے لئے روزہ توڑنے کی ضرورت پڑے تو روزہ توڑا جا سکتا ہے، مگر قضاء واجب ہوگی، جیسے ڈوبنے یا جلنے والوں کو بچانا۔

۴۶ ۔ جس پر روزہ فرض ہو اور وہ جان بوجھ کر اپنے اختیار سے دن میں جماع کرلے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا خواہ انزال ہو یا نہ ہو، وہ دن بغیر کھائے پیئے گزارے اور اس پر توبہ، قضا اور کفارہ مغلظہ ضروری ہے، جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، فرماتے ہیں:

"بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ، قَالَ: مَالَكَ؟ قَالَ: وَقَعْتُ عَلٰى امْرَأَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تَعْتِقُهَا؟ قَالَ لَا، قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْناً؟ قَالَ لَا ...... الْحَدِيْثَ" [1]

(ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول میں ہلاک ہوگیا، آپ نے کہا: کیا ہوگیا تمہیں؟ اس نے کہا: میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرلیا، آپ نے کہا: کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے کہا: کیا تم مسلسل دو ماہ

---

[1] بخاری - الفتح (۱۹۳۶)

روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے کہا: کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں ......الحدیث ۔

علاوہ ازیں، زنا کاری، لواطت اور جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنے کا بھی یہی حکم ہے ۔

۴۷ - اگر کسی نے اپنی بیوی کے ساتھ رمضان میں جماع کا ارادہ کیا اور پہلے کوئی چیز کھا پی کر افطار کر لیا تو اس کا جرم مزید سخت ہے، کیونکہ اس نے رمضان کی حرمت کی دو مرتبہ پامالی کی، ایک مرتبہ کھانا کھا کر، دوسری مرتبہ جماع کر کے، کفارہ مغلظہ اس پر اور زیادہ ضروری ہے، اس کا یہ حیلہ اس کے لئے وبال جان ہے اور اس پر خلوص دل سے توبہ ضروری ہے ۔[1]

۴۸ - روزہ دار کا اپنی بیوی یا لونڈی کا بوسہ لینا، جسم سے جسم ملانا، گلے ملنا، چھونا اور بار بار دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنے نفس پر قابو ہو، صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے اور جسم سے جسم ملاتے تھے، لیکن وہ تم سے زیادہ اپنے آپ پر قابو رکھنے والے تھے، لیکن اگر کوئی شخص تیز شہوت والا ہو، اپنے آپ پر قابو نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے روزہ فاسد ہونے کی نوبت آسکتی ہے، اور جماع کا وقوع یا انزال وغیرہ ہوسکتا ہے، شریعت کا قاعدہ یہ ہے: (جو چیز حرام کا ذریعہ ہو وہ بھی حرام ہے)۔

....

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۵/۲۶۲

۴۹- اگر کسی نے جماع شروع کیا اور فجر طلوع ہوگئی، تو اس پر بیوی سے الگ ہو جانا ضروری ہے اس کا روزہ صحیح ہے خواہ بیوی سے الگ ہونے کے بعد ہی منی کیوں نہ خارج ہو، اور اگر طلوع فجر کے بعد بھی جماع میں لگا رہا تو وہ مفطر (روزہ توڑنے والا) ہوگا، اس پر توبہ، روزہ کی قضا اور کفارہ مغلظہ واجب ہے۔

۵۰- جنابت کی حالت میں صبح کرنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، غسل جنابت، حیض اور نفاس کا غسل طلوع فجر (صادق) کے بعد تک مؤخر کیا جا سکتا ہے، مگر نماز کی خاطر جلدی کرنی چاہئے۔

۵۱- اگر روزہ دار کو نیند کی حالت میں احتلام ہو جائے تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، ایسا شخص اپنا روزہ مکمل کرلے اس بات پر سب کا اجماع و اتفاق ہے۔

۵۲- اگر کسی نے روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کسی ایسے طریقے سے منی نکالی ہو جس سے اجتناب ممکن تھا جیسے چھونے یا بار بار دیکھنے کی وجہ سے، اس پر توبہ ضروری ہے، وہ بقیہ دن کھانے پینے سے رکا رہے اور بعد میں اس روزے کی قضا کرے، اگر ہاتھ سے رگڑنا شروع کیا لیکن خروج منی سے پہلے باز آ گیا تو اس پر صرف توبہ ضروری ہے روزہ کی قضا نہیں، روزہ دار کو شہوت ابھارنے والی ہر چیز سے دور رہنا چاہئے، اور گندے خیالات کو دل سے دور رکھنا چاہئے، البتہ خروج مذی کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۵۳- اگر کسی شخص کو خود بخود قے ہو جائے تو اس پر قضا نہیں، اور جس نے عمداً قے کی وہ قضا کرے گا، جس نے جان بوجھ کر منہ میں انگلی ڈال کر یا پیٹ دبا دبا

کر، یا ناپسندیدہ بُو سونگھ کر یا کسی ایسی چیز کو لگا تار دیکھ کر جس سے اس کو قے ہو جاتی ہے، قے کر دی تو اس پر قضا واجب ہے، اور اگر قے کا غلبہ ہوا مگر کچھ باہر آئے بغیر اندر واپس چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس میں اس کے ارادے کا دخل نہیں، اور اگر دوبارہ اس نے خود سے باہر کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اور اگر معدہ سے اُبکائی اٹھے تو اس پر قے کا روکنا ضروری نہیں کیونکہ یہ اس کے لئے مضر ہوسکتا ہے، دانتوں کے درمیان کوئی معمولی سی چیز پھنسی ہوئی تھی جس کی تمیز نہ ہوسکی اور اس کو نگل لیا تو تو وہ تھوک کے تابع ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور اگر زیادہ ہو جس کا تھوکنا ممکن ہو تو اگر تھوک دیا تو اس پر کوئی چیز نہیں اور اگر جان بوجھ کر نگل گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

کلی کے بعد منہ میں جو تری ہوتی ہے اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ اس سے بچنا ناممکن ہے، اگر مسوڑھے میں زخم ہو یا مسواک کی وجہ سے خون نکل آئے تو اس کا نگلنا جائز نہیں، بلکہ تھوک دینا ضروری ہے، ہاں حلق میں بلا قصد و ارادہ چلا جائے تو کوئی قباحت نہیں۔

کھانسی یا کسی اور سبب سے نکلے ہوئے بلغم کو منہ تک پہنچنے سے پہلے اگر نگل لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، کیونکہ ایسا عام طور پر ہوتا ہے، لیکن اگر منہ میں آ جانے کے بعد نگل لیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا، اگر بلا قصد اندر چلا جائے تو روزہ فاسد ہونے کا خطرہ ہے، بطور ضرورت جیسے بچے کو کھلانے کے لئے لقمہ چبانا جبکہ اس کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہ ہو، یا خریدنے کے وقت اور پکاتے وقت ذائقہ چکھنے میں کوئی

حرج نہیں، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا: ''سرکہ وغیرہ خریدنے کے وقت چکھنے میں کوئی حرج نہیں''۔

۵۴- روزہ دار کے لئے دن کے کسی بھی حصے میں مسواک کرنا سنت ہے، خواہ مسواک تازہ ہی کیوں نہ ہو، روزہ کی حالت میں مسواک کرنے سے تلخی یا کوئی لذت محسوس ہوئی اور اسے نگل لیا، یا مسواک منہ سے نکالنے کے بعد دوبارہ کرنا شروع کیا اور اس پر لگا ہوا تھوک نگل لیا تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔[1]

روزہ دار کو کسی قسم کا زخم یا نکسیر لاحق ہو جائے یا پانی یا پٹرول بلا ارادہ حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، اسی طرح اگر پیٹ میں غبار یا دھواں یا مکھی بلا قصد وارادہ داخل ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

حلق میں آنسو اترنے، سر میں تیل، مہندی لگانے سے جس کا مزہ حلق میں محسوس ہو اور سرمہ وکریم وغیرہ لگانے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اسی طرح عطر اور عود کی خوشبو سونگھنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن دھواں حلق میں پہنچنے سے بچاؤ کرے، دن میں ٹوتھ پیسٹ نہ استعمال کرے تو بہتر ہے، کیونکہ اس کی تاثیر بہت قوی ہوتی ہے۔[2]

۵۶- پچھنا لگوانے کے سلسلے میں بڑا اختلاف ہے، لہٰذا بہتر ہے کہ روزہ دار پچھنا نہ لگوائے۔

....

[1] المغنی لابن قدامہ ۳/۱۰۶۔

[2] المغنی ۳/۳۳۔

۵۷- سگریٹ نوشی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، روزہ چھوڑنے کے لئے وہ عذر نہیں ہے، اللہ کی معصیت عذر کیسے ہوسکتی ہے؟!

۵۸- پانی میں ڈبکی (غوطہ) لگانے، یا تر کپڑے کو ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے لپیٹنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، گرمی یا پیاس کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں [۱]، تیراکی سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اس کا روزہ فاسد ہوسکتا ہے، جس شخص کا کام غوطہ خوری ہو، یا اس کا کام بغیر غوطہ لگائے نہ چل سکے اور پانی اندر جانے کا امکان نہ ہوتو کوئی قباحت نہیں ہے۔

۵۹- رات کے باقی ہونے کا گمان ہواسی حالت میں کھایا پیا اور جماع کیا پھر پتہ چلا کہ صبح ہوچکی ہے تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ قرآن کریم کی آیت ﴿ **حَتّٰـى يَتَبَيَّـنَ لَـكُمُ ...... الآية** ﴾ معلوم ہونے تک کھانے وغیرہ کے جواز پر دلالت کرتی ہے، عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے روایت ذکر کی ہے انہوں نے کہا:

"**اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الْاَكْلَ وَالشُّرْبَ مَا شَكَكْتَ**" [۲]

(اللہ نے تمہارے لئے کھانا پینا حلال کیا جب تک تم شک میں رہو)۔

۶۰- اگر کسی نے سورج غروب ہونے کے گمان سے روزہ افطار کرلیا حالانکہ ابھی

....

[۱] فتح الباری ۴/ ۱۳۵، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی یہی خیال ہے، دیکھئے ۲۹/ ۲۶۳۔

[۲] فتح الباری ۴/ ۱۴۸۔

سورج غروب نہیں ہوا تو جمہور علماء کے نزدیک اس پر قضا واجب ہے، کیونکہ اصل یہ ہے کہ دن باقی ہے لہٰذا شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوگا۔

۶۱ - اگر فجر طلوع ہونے کے وقت کسی کے منہ میں کھانا یا پانی ہو تو فقہاء کا اتفاق ہے کہ اسے تھوک دے اور اس کا روزہ صحیح ہوگا، اسی طرح بھول کر کھانے پینے والے کا بھی حکم ہے اس کا روزہ بھی صحیح ہے بشرطیکہ یاد آنے پر جو کچھ اس کے منہ میں ہے فوراً تھوک دے۔

عورت کے لئے روزے کے احکام:

۶۲ - جو لڑکی بالغ ہو جائے مگر حیا کی وجہ سے اظہار نہ کر سکے اور روزہ چھوڑتی رہے تو اس پر توبہ اور چھوڑے ہوئے روزں کی قضا لازم ہے، اور اگر دوسرا رمضان آنے سے پہلے قضا نہیں کیا تو قضا کے ساتھ ہی ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو بطور کفارہ کھانا کھلائے، یہی حکم اس لڑکی کا بھی ہے جو اپنے حیض کے ایام میں شرم کی وجہ سے روزہ رکھتی گئی ہو اور بعد میں قضا نہ کیا ہو۔

۶۳ - شوہر کی موجودگی میں عورت رمضان کے علاوہ دوسرے روزے بغیر اس کی اجازت کے نہیں رکھ سکتی، ہاں اگر شوہر سفر پر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۶۴ - حائضہ اگر پاکی دیکھے (یعنی سفید رطوبت جو حیض ختم ہونے پر رحم سے باہر نکلتا ہے) جس سے عورت کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب وہ پاک ہو چکی ہے، تو رات ہی سے روزے کی نیت کرے اور روزہ رکھے، اور اگر پاکی کا اندازہ نہ ہو تو روئی اندر لگا کر دیکھے، اگر صاف رہی تو روزہ رکھ لے اور اگر حیض کا خون

دوبارہ آ جائے تو روزہ توڑ دے، اگر کسی عورت نے رات سے روزہ رکھا ہو اور مغرب ہونے تک خون نہ آیا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہوگا، اسی طرح جس عورت نے خون آنے کا احساس کیا ہو لیکن خون مغرب کے بعد ہی باہر نکلا تو اس دن کا روزہ صحیح سمجھا جائے گا۔

حائضہ اور نفاس والی عورت کا خون اگر رات ہی میں ختم ہو گیا اور اس نے رات ہی میں روزہ کی نیت کر لی لیکن غسل فجر کے بعد کیا تو متفقہ طور پر تمام علماء کے نزدیک اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

۶۵- جس عورت کو معلوم ہو کہ اس کی ماہواری کل سے شروع ہوگی پھر بھی وہ نیت کرے اور روزہ رکھے، جب تک خون نہ آ جائے روزہ نہ چھوڑے۔

۶۶- بہتر یہ ہے کہ حائضہ عورت اپنی فطرت پر باقی رہے، اور اللہ نے اس کے لئے جو مقدر کیا ہے اس پر راضی رہے، خون روکنے والی دوائیں استعمال نہ کرے، حالت حیض میں روزہ چھوڑ دے اور پھر قضا کرے، اسی طرح امہات المؤمنین اور سلف کی بیویاں کیا کرتی تھیں، لیکن اگر اس نے کوئی چیز استعمال کی جس سے خون رک گیا تو روزہ رکھ سکتی ہے اور اس کا یہ روزہ صحیح ہوگا۔

۶۷- اگر عورت کا حمل بچے کی شکل وصورت کی تخلیق شروع ہونے کے بعد ساقط ہو جائے، مثلاً اعضاء کی ساخت سر، ہاتھ وغیرہ ظاہر ہو رہے ہوں تو وہ نفاس والی مانی جائے گی ایسی عورت روزہ نہ رکھے بلکہ بعد میں قضا کرے، اور اگر ایسا نہ ہو تو استحاضہ شمار کیا جائے گا اگر وہ عورت روزہ رکھنے کی طاقت رکھتی ہو تو روزہ رکھے۔

نفاس والی عورت اگر چالیس دن سے قبل پاک ہو جائے تو روزہ رکھے اور نماز کے لئے غسل بھی کرے، اور اگر چالیس دن کے بعد بھی خون جاری رہا تو روزہ کی نیت کرے گی اور غسل کرلے، اس کا یہ خون استحاضہ شمار ہوگا، اور اگر اس کی عادت کے مطابق حیض کے دن پڑ جائیں تو حیض سمجھا جائے گا۔

۶۸ - استحاضہ کے خون سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۶۹ - صحیح بات یہ ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو مریض پر قیاس کیا جائے گا، ان کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے اور بعد میں ان پر صرف قضا ہے، چاہے انہیں اپنے لئے ضرر کا اندیشہ ہو یا بچے کے لئے، نبی ﷺ نے فرمایا:

" اِنَّ اللّٰـهَ وَضَـعَ عَـنِ الْـمُسَـافِـرِ الـصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ ،وَعَنِ الْحَـامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ "۔[1]

(اللہ نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز معاف کردی ہے،اور حاملہ اوردودھ پلانے والی عورتوں سے روزہ معاف کردیا ہے)۔

۷۰ - وہ عورت جس پر روزہ فرض ہوا گراس کے شوہر نے اس کی رضا سے روزہ کی حالت میں جماع کرلیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو مرد کا ہے، ہاں اگر شوہر نے زبردستی کی تو عورت کو حتی المقدور روکنے کی کوشش کرنی چاہئے ،ایسی

....

[1] ترمذی ۳/ ۸۵،امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔

صورت میں اس پر کوئی کفارہ نہیں، اس دن کی قضا کر لینا اس کے لئے بہتر ہے۔

جس عورت کو معلوم ہو کہ اس کا شوہر اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکتا اسے دن میں شوہر سے دور رہنا چاہیئے، اور دن میں زینت وآرائش سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

روزہ کے ان ذکر کردہ مسائل کے اختتام پر اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے ذکر وشکر اور اپنی عبادت پر ہماری مدد فرمائے، اور ماہ رمضان کو ہمارے لئے مغفرت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

فہرست